فیصلے اور گواہی کے مابین

ہمیں منصف بنا کر نہیں بھیجا گیا، بلکہ ہم حقیقت کے گواہ اور معاشرتی اصلاح کے ذمہ دار ہیں۔ ہمارا کام کسی کو شرمندہ کرنا نہیں، بلکہ راستہ دکھانا ہے؛ ملامت کرنا نہیں، بلکہ مرہم رکھنا ہے۔ سچائی کا اظہار عاجزی کے ساتھ ہونا چاہیے، اپنے 'مخفی گوشوں' (Blind spots) کا ادراک رکھتے ہوئے، اور اسے محض اپنی آسانی کی خاطر کبھی دبانا نہیں چاہیے۔ جب ضمیر پکارے تو خاموشی اختیار کرنا 'غیر جانبداری' نہیں کہلاتا۔ اصل بہادری یہ ہے کہ سچائی، نرمی اور ذمہ داری کے ساتھ بات کہی جائے—جس میں جوابدہی اپنی انا کے سامنے نہیں، بلکہ خدا کے حضور ہو۔

ہم ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے جب گفتگو خاموشی سے عام معاملات سے ہٹ کر کسی سنجیدہ موضوع کی طرف مڑ گئی، ایک ایسی بات جو ایمانداری کا تقاضہ کرتی تھی۔

اس نے سوچتے ہوئے کہا، "میں اکثر اس بات پر شکر گزار ہوتا ہوں کہ خدا نے مجھے فیصلے کی مسند پر نہیں بٹھایا۔"

میں نے نظریں اٹھا کر پوچھا، "فیصلے کی مسند؟"

اس نے بڑے تحمل سے جواب دیا، "جی ہاں، لوگوں کے بارے میں حتمی فیصلے صادر کرنے کی طاقت۔ انہیں سزا دینا، ان کی مذمت کرنا، یا ان پر ہمیشہ کے لیے کوئی لیبل لگا دینا۔ یہ اختیار ہمارا نہیں ہے، اور خدا کا شکر ہے کہ ایسا ہی ہے۔"

وہ جملہ میرے اندر کہیں گہرائی میں اتر گیا۔

"تو پھر ہمارا کردار کیا ہے؟" میں نے پوچھا۔

اس نے نرمی سے کہا، "ہمارا کام اصلاح کرنا ہے، تذلیل کرنا نہیں۔ ہم درستی کر سکتے ہیں، رہنمائی کر سکتے ہیں اور مشورہ دے سکتے ہیں۔ لیکن جس لمحے ہم اس شخص کے ساتھ سخت، توہین آمیز یا متکبرانہ رویہ اختیار کرتے ہیں جس نے ہماری نظر میں کچھ غلط کیا ہے، تو ہم اصلاح کی حد پار کر کے فیصلے (Judgment) کے دائرے میں داخل ہو جاتے ہیں۔"

میں نے ان لاتعداد گفتگوؤں کے بارے میں سوچا جن کا میں گواہ رہا تھا، جہاں درستی 'کردار کشی' میں بدل گئی تھی، اور جہاں مشورہ ایک 'حملے' کی صورت اختیار کر گیا تھا۔

میں نے آہستہ سے کہا، "یہ عجیب بات ہے۔ جب کوئی غلطی کرتا ہے، تو ہم اکثر اسے لفظوں سے کچل دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں، جیسے سزا دینا ہی عین نیکی ہو۔"

اس نے سر ہلایا، "مگر ہمیں جلاد بنا کر مقرر نہیں کیا گیا۔ ہمیں تو شفا دینے والا (Healer) بننا تھا۔"

تھوڑی دیر خاموشی رہی، پھر اس نے ایک ایسی بات کہی جس نے بحث کا رخ ہی بدل دیا۔ اس نے دھیمی آواز میں کہا، "تم جانتے ہو کیا چیز اسے مزید پیچیدہ بناتی ہے؟ انسان خود کو حق بجانب ثابت کرنے (Self-justification) میں ماہر ہے۔"

یہ بات میرے دل کو لگی۔

اس نے بات جاری رکھی، "جب بھی میں کچھ غلط کرتا ہوں، میرا ذہن فوری طور پر بہانے تراشنا شروع کر دیتا ہے۔ 'میں غلط نہیں تھا کیونکہ...' 'میرے پاس کوئی چارہ نہیں تھا کیونکہ...' 'حالات نے مجھے مجبور کیا کیونکہ...' اور جلد ہی میرا ضمیر ان تاویلات کے نیچے دب کر رہ جاتا ہے۔"

میرے سینے میں ایک گھٹن سی محسوس ہوئی۔ میں نے بھی کئی بار ایسا ہی کیا تھا۔

اس نے کہا، "اگر ہم خود کو حق بجانب قرار دینے کی اس اندرونی مشینری کو نہیں سمجھیں گے، تو ہم کبھی کسی کی کمزوری پر قابو پانے میں اس کی حقیقی مدد نہیں کر سکیں گے۔ ہم صرف اس کے رویے پر چیختے رہیں گے، جڑ کا علاج نہیں کریں گے۔"

مجھے اپنا ایک دوست یاد آیا جس نے بھروسہ توڑا تھا اور پھر برسوں تک اس بے وفائی کا دفاع لمبی چوڑی وضاحتوں سے کرتا رہا۔ غلطی اپنی جگہ موجود تھی، مگر ہر بار سنانے کے ساتھ اس کی کہانی مزید سنوری ہوئی اور بہتر ہوتی گئی۔

میں نے کہا، "لوگوں کو ہمیشہ ملامت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ انہیں اکثر بصیرت (Insight) کی ضرورت ہوتی ہے—تاکہ وہ اپنے بہانوں کو دیکھنے کا حوصلہ پیدا کر سکیں۔"

اس نے جواب دیا، "ہاں، اور یہ بصیرت صرف عاجزی اور ہمدردی کے ماحول میں پروان چڑھ سکتی ہے، خوف کے سائے میں نہیں۔"

گفتگو پھر تھم گئی۔ پھر اس نے کچھ ایسا کہا جو اس سے بھی زیادہ گراں تھا: "انسان کو اپنی پوزیشن کے بارے میں بھی دیانتدار ہونا چاہیے۔"

"آپ کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے وضاحت کی، "ہمیں کبھی یہ دعویٰ نہیں کرنا چاہیے کہ جو ہم سوچ رہے ہیں وہی حرفِ آخر یا مطلق سچ ہے۔ اس کے بجائے ہمیں یہ کہنا چاہیے: اس لمحے مجھے یہی درست معلوم ہو رہا ہے۔"

یہ فرق بظاہر معمولی تھا، مگر بہت گہرا تھا۔

اس نے اپنی بات جاری رکھی، "ورنہ ہم اپنی آراء کو 'خدا' بنا لیتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ ہر کوئی ان کے سامنے سر جھکائے۔"

میں نے غور کیا کہ کس طرح اختلافِ رائے دیکھتے ہی دیکھتے اخلاقی جنگ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ کس طرح "میں سوچتا ہوں" پلک جھپکتے ہی "صرف یہی سچ ہے" میں بدل جاتا ہے۔

اس نے مزید کہا، "اصلاح سے بھی زیادہ بھاری ایک اور ذمہ داری ہے۔"

"وہ کیا ہے؟"

"حق کی گواہی دینا، خواہ وہ تمہاری اپنی ذات، تمہارے والدین، تمہارے خاندان یا تمہارے قریبی رشتوں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔"

اس جملے کا بوجھ مجھے اپنی پرانی یادوں پر محسوس ہوا۔ وہ لمحات جب خاموشی سچائی سے زیادہ محفوظ معلوم ہوتی تھی۔ وہ وقت جب میں نے دیانتداری پر مصلحت کو ترجیح دی تھی۔

اس نے نرمی سے کہا، "اصل امتحان یہی ہے۔ تب نہیں جب سچ بولنا آسان ہو، بلکہ تب جب یہ آپ کو مہنگا پڑے۔" میں نے ایک ایسے شخص کا تصور کیا جسے سچ بولنے کے لیے کہا جائے، چاہے اس سے اس کا کوئی عزیز بے نقاب ہو جائے یا اس کی اپنی ساکھ کو نقصان پہنچے۔

میں نے کہا، "میرا خیال ہے یہاں خوف نمودار ہوتا ہے۔ کسی کو دکھ پہنچنے کا ڈر۔ مسترد کیے جانے کا ڈر۔"

اس نے جواب دیا، "درست، اور اسی لیے نیت بہت اہمیت رکھتی ہے۔" پھر اس نے بڑی سنجیدگی سے میری طرف دیکھا اور کہا، "حق بات اس لیے نہ کہو کہ کسی کی تذلیل ہو، بلکہ اس لیے کہو کہ مبادا کل روزِ محشر تم اپنے رب کے سامنے اس حال میں پیش ہو کہ تمہارے پاس گواہی کے بجائے صرف مجرمانہ خاموشی ہو۔"

وہ جملہ میرے اندر لرزہ طاری کر گیا۔

اس نے بات مکمل کی، "انسان کو یہ کہنے کے قابل ہونا چاہیے کہ 'میں کسی کو دکھ نہیں پہنچانا چاہتا۔ میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میری سمجھ خدا کا آخری حکم ہے۔ لیکن اس وقت سچائی مجھے ایسی ہی نظر آ رہی ہے — اور مجھے اسے عاجزی کے ساتھ کہنا ہے، کیونکہ ایک دن مجھ سے پوچھا جائے گا کہ جب ضمیر پکار رہا تھا کہ بولو تو میں خاموش کیوں رہا؟'"

مجھے برسوں پہلے کے ایک استاد یاد آئے۔ انہوں نے ایک بار ایک بااثر طالب علم کو امتحان میں نقل کرنے سے روکا تھا۔ اس طالب علم نے انہیں سنگین نتائج کی دھمکی دی۔ بعد میں کسی نے استاد سے پوچھا کہ انہوں نے اپنی ملازمت کیوں خطرے میں ڈالی۔

ان کا جواب سادہ تھا: "میں لوگوں کو اپنی سچائی کی وضاحت دینے سے زیادہ، خدا کو اپنی خاموشی کا جواب دینے سے ڈرتا تھا۔"

جب یہ یاد لوٹ کر آئی، تو مجھے اپنے اندر ایک دھیمی وضاحت محسوس ہوئی۔

میں نے آہستہ سے کہا، "تو توازن یہ ہے: ہم فیصلے کے تخت پر نہیں بیٹھتے۔ ہم توہین اور تذلیل سے گریز کرتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انسان اپنی غلطیوں کے لیے جواز کیسے تراشتا ہے۔ ہم عاجزی سے بات کرتے ہیں۔ اور اس کے باوجود — ہم سچ کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔"

اس نے ہلکا سا مسکرا کر کہا، "بالکل۔"

اس جگہ پھر خاموشی چھا گئی، مگر اس بار یہ بوجھل نہیں تھی۔ یہ واضح اور شفاف تھی۔

اور اس شام مجھے ایک بات کا ادراک ہوا: گواہ بننے کے مقابلے میں منصف بننا آسان ہے۔ اصلاح کے مقابلے میں سزا دینا آسان ہے۔ اپنی تاویلات کا سامنا کرنے کے بجائے دوسروں کو غلط ثابت کرنا آسان ہے۔ اور محبت کے ساتھ سچ بولنے کے بجائے خاموش رہ جانا کہیں زیادہ آسان ہے۔

مگر آسان کاموں میں ذمہ داری کا بوجھ نہیں ہوتا۔ وہ بوجھ تو ان لوگوں کا مقدر ہے جو تکبر پر عاجزی کو، جذبات پر ارادے کو، اور آسائش پر حق کی گواہی کو ترجیح دیتے ہیں۔